ہوتا ہے کہ بے توجہی اور کسمپرسی کا شکار ہے ۔ یونیورسٹی کا تمام قدیم ریکارڈ یہاں منتقل کر دیا گیا ہے ۔ یہ ریکارڈ بہت قیمتی اثاثہ اور قومی سرمایہ ہے ۔ عہد جدید کے تقاضوں کے مطابق اس کو مرتب کرکے اس قابل بنانے کی ضرورت ہے کہ اس سے استفادہ کیا جا سکے ۔ اس وقت تک یہ عظیم الشان ذخیرہ کاغذات کے انبار اور فائیلوں کے ڈھیر کی شکل میں سرسید ھاؤس کے دو کمروں میں بند کر دیا گیا ہے ۔ روزانہ صفائی اور جھاڑ پونچھ کی طرف کبھی کوئی توجہ نہیں دیتا ۔ خود اکیڈمی کا عملہ اس کو ھاتھ لگاتے ہوئے ڈرتا ہے کہ اس کے کپڑے گرد و غبار سے اٹ جائیں گے ۔ آرکائیوز سیکشن کے ایک کارکن فہمی صاحب آج میری خاطر بدقت تمام اس کو کھلوانے میں کامیاب ہوئے ۔ یونیورسٹی کے پے رول (رجسٹروں) کو دیکھ کر مجھے یہ معلوم کرنا تھا کہ فراھی کب سے کب تک علی گڑھ کے ٹیچنگ اسٹاف میں رہے ۔ فہمی صاحب کی مدد سے اس میں قدرے کامیابی ہوئی ۔ اس تلاش و تحقیق کے نتائج جلد ھی "فراھی اور علی گڑھ" کے عنوان سے نذر قارئین کئے جائیں گے ۔ اکیڈمی کا عملہ شاکی نظر آیا ۔ یونیورسٹی اتھارٹیز اور حکومت ھند کو اس طرف توجہ کرنی چاھئے اور آرکائیوز سیکشن کی مناسب دیکھ بھال اور حفاظت کے لئے ضروری وسائل مہیا کرنے چاھئیں ۔ میں نے آج ۱۰ بجے سے ۲ بجے تک کا وقت اکیڈمی میں گذارا ۔ ڈائرکٹر اور انچارج دونوں میں سے کوئی بھی اکیڈمی نہیں آیا ۔ باقی کارکن گپ لڑاتے رہے اور چائے پیتے رہے ۔

سرسید اکیڈمی کے آرکائیوز سیکشن سے بعض ایسی معلومات مل گئیں جن کی مدد سے کچھ اور شہادتیں نکالی جا سکتی تھیں ۔ میں فوراً آزاد لائبریری کے سرسید روم کی طرف دوڑا اور دو گھنٹے صرف کرکے علی گڑھ انسٹی ٹیوٹ گزٹ کے متعلقہ فائل دیکھے ۔ خوش قسمتی سے مولانا فراھی کی روانگی الہ آباد (میور کالج) کی تفصیل مل گئی ۔ بعض اور مفید معلومات بھی

ملیں ۔ یکم جون ۱۹۰۸ء سے مولانا فراھی چھ ماہ کی چھٹی لیکر میور کالج الہ آباد چلے گئے ۔ چھٹی ختم ہونے کے بعد کی کار روائی کا علم نہیں ہو سکا ۔ غالباً استعفا دیا ہوگا مگر اس کا کوئی ثبوت نہیں مل سکا ۔

فیکلٹی لاؤنج میں شعبہ اردو علی گڑھ کی طرف سے یوم فانی کی تقریب ڈھائی بجے شروع ہونی تھی ۔ شعبے کے ایک استاذ شہر یار صاحب مجھے شرکت کی دعوت دے چکے تھے ۔ چار بجے لائبریری سے نکل کر فیکلٹی لاؤنج کا رخ کیا ۔ اچھی تقریب تھی ۔ ۔ ارود سے دلچسپی کا اندازہ ہوا ۔ لاؤنج بھرا ہوا تھا ۔ جو لوگ بعد میں آئے کھڑے رہے ۔ اسی لاؤنج میں چند روز پہلے "کمیونلزم" پر پولیٹیکل سائنس ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام ایک مجلس مذاکرہ میں شرکت کا موقع ملا تھا ۔ بہت کم لوگ تھے ۔ بمشکل ۴۰ ۔ ۵۰ آدمی ہوں گے ۔ جن میں اکثریت مقالہ نگاروں کی تھی ۔ آج کی تقریب میں تین چار سو کے قریب حاضرین تھے ۔ مجلس مذاکرہ کی مفصل کار روائی میں نے قلم بند کر رکھی ہے جو کسی دوسرے موقع پر پیش کی جائے گی ۔ ۷ بجے سے ایک مشاعرے کا اعلان کیا گیا مگر مجھے ایک جگہ اور جانا تھا اس لئے خواھش کے باوجود مشاعرے میں نہ جا سکا ۔

ساڑھے پانچ بجے سیمپوزیم سے فارغ ہو کر اشتیاق ظلی کے گھر آئے ۔ ان کے ساتھ آج شام سعید اکبر آبادی اور تقی امینی صاحب سے ملنے جانا تھا مگر دیر ہو جانے کی وجہ سے نہ جا سکے ۔ ظلی صاحب نے چائے پکوڑے اور بسکٹ سے تواضع کی ۔ تقریباً آٹھ بجے اٹھے ۔ برادرم علی اختر کی معیت اور رھنمائی میں صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز ایم اقبال انصاری کے دولتکدے پر حاضری دی ۔ انہوں نے لکھنوی طرز کے پر تکلف کھانے کھلائے ۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ وہ اور ان کی اھلیہ دونوں کا تعلق ارض نزاکت و نفاست لکھنو سے

ہے ۔ انہوں نے از راہ عنایت اپنے بعض مضامین اور انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز کے متعلق لٹریچر مطالعے کے لئے دیا ۔ علمی گفتگوئیں ہوتی رہیں ۔ میں نے فکر و نظر کے لئے مضامین کی فرمائش کی ۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ خود بھی بھیجیں گے اور اپنے رفقاء سے بھی بھجوائیں گے ۔

واپس آ رہے تھے ، راستے میں عضد الدین صاحب ساکن منگراواں کا گھر تھا ۔ وہ میرے نانہالی رشتہ دار ہوتے ہیں اور یونیورسٹی میں استاد ہیں ۔ ان سے مختصر ملاقات ہوئی ۔ دس بج چکے تھے ۔ گھر لوٹے نماز پڑھی اور سو گئے ۔

۲۹ فروری ۸۰ء

آج علی گڑھ میں میرے قیام کا آخری ورکنگ ڈے ہے ۔ کل یکم مارچ ۱۹۸۰ع کو رات کی گاڑی "دھلی بنارس میل" سے روانگی ہے ۔ آج بھی سرسید روم میں کچھ وقت گذارا ۔ فرخ جلالی صاحب کی مدد سے بعض مفید باتیں ملیں ۔ معین الدین انصاری صاحب نے یہاں قیام اور لائبریری سے استفادہ کا ایک سرٹیفیکٹ دیا ۔ آفتاب صاحب سے حوالے کی چٹ واپس لی ۔ ان کو گوج کی کتاب نہیں ملی ۔ شعبہ اردو سے عتیق صدیقی صاحب نے فکر و نظر علی گڑھ کا مکمل فائل عنایت کیا ۔ میں نے اس میں سے بعض پرچے منتخب کر لئے باقی کو علی اختر صاحب کے پاس چھوڑ دیا کہ بعد میں بھیج دیں گے ۔ اسلامک اسٹڈیز گیا ۔ اقبال انصاری صاحب سے ملاقات ہوئی ۔ سورتی صاحب کے پاس ان کے دفتر گیا ۔ آج جمعہ ہے ، دیر ہو چکی تھی ، وہ جا چکے تھے ۔ ۱۲ بجے سی آئی ڈی آفس گیا ، ریذیڈنس پرمٹ لینا تھا ۔ یہ کام بھی ہو گیا ۔

یکم مارچ ۱۹۸۰ء

آج اعظم گڑھ کے لئے رات کے ۱۲ بجے دھلی بنارس ایکسپرس سے روانہ ہونا تھا ۔ صبح سویرے ھی اخلاق صاحب استاذ اسلامک اسٹڈیز مسلم یونیورسٹی علی گڑھ آ گئے ۔ انہوں نے اپنا پی ایچ ڈی کا مقالہ دکھایا ۔ میں نے فکر و نظر کے لئے لکھنے کی فرمائش کی ۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے ۔ اقبال انصاری صاحب کے ساتھ رضا انصاری صاحب سے ان کے گھر جا کر ملاقات کی ۔ ان کا تعلق فرنگی محل سے بہت قریبی رہا ہے ۔ مولانا فراھی اور فرنگی محل کے تعلق کی نسبت ان سے گفتگو کی ۔ فکر و نظر کے لئے لکھنے کی دعوت دی ۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ مضامین بھیجیں گے ۔ ان کے ھاں سے نکلا تو احمد سورتی صاحب کے گھر الوداعی ملاقات کے لئے حاضری دی ۔ انہوں نے اپنے بھائی عبد الرحمن طاھر سورتی کے لئے خط اور بعض تحائف دیئے ۔ وھاں سے نکلا تو راستے میں فرخ جلالی مل گئے ، ان سے بھی علیک سلیک ھوئی ۔ اس کے بعد ڈاکٹر محمد اشتیاق پولیٹیکل سائنس کے ھاں گیا ۔ ان کی کتاب سے فراھی کے سلسلے میں ایک اقتباس نقل کیا اور حوالے لئے ۔ انہوں نے بڑی گرم جوشی اور تپاک سے الوداعی کلمات کہے ۔ اشتیاق ظلی کے پاس آیا ۔ سعید اکبر آبادی کی بیان کردہ ایک روایت جو مولانا فراھی اور انور شاہ صاحب کشمیری سے متعلق تھی تصدیق کی ، اس لئے کہ وہ بھی حاضر تھے و ھاں ۔ ایک بجے گھر واپس آیا ۔ کھانا کھایا ، نماز پڑھی ، اور آرام کے لئے لیٹ گیا ۔ شام کو ٦ بجے کے قریب ڈاکٹر اقبال انصاری صاحب کے ساتھ عبداللطیف اعظمی صاحب گھر پر ملنے آئے ۔ بڑی کرم فرمائی کی انہوں نے ۔ دیر تک ادھر اُدھر کی باتیں ھوتی رھیں ۔ اعظمی صاحب ان دنوں جامعہ ملیہ اور ذاکر انسٹی ٹیوٹ دھلی کے بیک وقت تین تین پرچوں کو سنبھالے ھوئے ھیں ۔ جامعہ آنے کی دعوت اتنے خلوص

سے دی کے بے اختیار جی چاھا کہ وھاں جایا جائے مگر پابندی کی زنجیر کہاں جانے دیتی ہے۔

جو مطلوبہ معلومات دوران قیام نہیں مل سکیں ان کی ایک فہرست یاران طریقت کے حوالہ کی کہ وہ میرے بعد بھی تلاش و تحقیق کا سلسلہ جاری رکھیں گے اور بذریعہ ڈاک نتائج سے مجھے آگاہ کریں گے۔

★ ★ ★ ★ ★

جزائر فیجی کے مسلمان

جزائر فیجی جو ۱۹۷۰ع میں آزاد ہو کر دولت مشترکہ کا رکن بنے آسٹریلیا اور شمالی امریکہ کے درمیان سمندری راستے پر واقع ہیں ۔ اپنے جغرافیائی محل وقوع کی وجہ سے ان جزائر کو بحر الکاہل کے رسل و رسائل میں بڑی اہمیت حاصل ہے جو اس خطے میں معاشی ترقی اور اسلام کی نشر و اشاعت میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے ۔ فیجی اور نیو کیلڈونیا کے علاوہ جہاں اسلام مہاجرین کے ساتھ آیا جنوبی بحر الکاہل میں ۱۳ ایسے چھوٹے آزاد جزیرے ہیں جہاں اسلام کو پھیلانے کی ضرورت ہے ۔ جنوبی بحر الکاہل کے ان جزائر میں اسلام کی برکت سے ان کے باشندوں کی قسمت بدل سکتی ہے ۔ فیجی کی کل آبادی چھ لاکھ (٦،۰۰۰۰۰) ہے جس میں سے نصف کے قریب اصلاً ہندوستانی ہیں جبکہ ۴۵ فیصدی سے زیادہ باشندے ملائی نسل سے تعلق رکھتے ہیں اور باقی پانچ فیصدی کا تعلق یورپی اور چینی اصل و نسل سے ہے ۔ یہاں کی سرکاری زبان انگریزی ہے ۔ اسلام ، ہندومت اور عیسائیت یہاں کے قابل ذکر مذاہب ہیں ۔

فیجی میں مسلمان بحیثیت مزدور شکر کے کارخانوں میں کام کرنے کے لئے ہندوستان سے برطانوی نوآبادیاتی دور میں لائے گئے ۔ ۱۹۷٦ کی مردم شماری کے مطابق اس وقت یہاں مسلمانوں کی تعداد ٦۰۱۵۷ ہے ۔ مسلمانوں کی اکثریت چھوٹے کسانوں اور محنت کشوں پر مشتمل ہے اور روز افزوں افراط زر کی وجہ سے ان کا معاشی مستقبل یک گونہ تاریک نظر آتا ہے ۔ تعلیمی میدان میں پسماندگی نے ان کی معاشی اور سماجی حالت کو اور بھی زیادہ ابتر کر رکھا ہے ۔ اس کا نتیجہ ہے کہ یہاں کی مسلمان آبادی کو اپنی حالت سدھارنے میں دشواریوں کا سامنا ہے ۔